دختران اسلام کیلئے آئیڈیل کردار

مولانا محمد اشرف آصف جلالی

صراط مستقیم پبلیکیشنز
دربار مارکیٹ لاہور
042-7115771-0333-8173630

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ہ احمدک اللھم یا مجیب کل سائل والصلوٰۃ والسلام

علیٰ من ھو افضل الوسائل و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ ذوی الفضائل۔

اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ہ

یا نساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی

فی قلبہٖ مرض و قلن قولا معروفا صدق اللّٰہ العظیم و صدق رسولہ النبي الکریم۔

ان اللّٰہ و ملائکتہ یصلون علي النبي یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللّٰہ ...... و علیٰ آلک و اصحابک یا حبیب اللّٰہ

مولای صل وسلم دائما ابدا ...... علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ واتم برہانہ کی حمد وثناء اور حضور سرورِ کائنات، زینتِ بزمِ کائنات، دستگیرِ جہاں، غمگسارِ زماں، سیدِ سروراں، حامیٔ بیکساں، قائد المرسلین، خاتم النبیین، احمدِ مجتبیٰ جنابِ محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربارِ گوہر بار میں ہدیۂ درود وسلام عرض کرنے کے بعد۔

وارثانِ منبر ومحراب اربابِ فکر ودانش، اصحابِ محبت ومودّت، حاملینِ عقیدۂ اہلِ سنت نہایت ہی معزز ومحتشم حضرات وخواتین سامعین وناظرین! ربِّ ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ہم سب کو ادارہ صراطِ مستقیم کے زیرِ اہتمام فہمِ دین کورس کے سولہویں پروگرام میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے:

﴿ دخترانِ اسلام کیلئے آئیڈیل کردار ﴾

دختران اسلام کیلئے آئیڈیل کردار

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے اور قرآن وسنت کے ابلاغ وتبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

یقیناً خواتین سوسائٹی کا اہم رُکن ہیں اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ان کیلئے با قاعدہ قرآن مجید میں احکامات نازل فرمائے ہیں۔

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواتین کیلئے اپنے فرامین میں ہدایات کا ایک جامع نصاب فراہم فرمایا ہے بلکہ صحابیات کے تقاضے پر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کیلئے خصوصی درس کا اہتمام بھی متعدد بار فرمایا تھا۔

ماں کی گود سب سے پہلی درسگاہ

اس حقیقت کا کوئی انسان انکارنہیں کرسکتا کہ ایک خاتون خانہ کی اصلاح سے پورے گھر کی اصلاح ہوتی ہے اور گھر کی اصلاح سے قوم کی اصلاح ہوتی ہے۔ بلکہ عرب کے ایک بہت بڑے مفکر کہتے ہیں:

الام مدرسة اذا هذبتها

ماں ایک مدرسہ ہے اور ماں ایک درس گاہ ہے۔

اذا هذبتها

اگر آپ ماں کو مہذب بنادیں، ماں کی اصلاح کردیں تو کیا ہوگا۔

اعددت شعبا طيب الاعراق

تو آپ ایک پاکیزہ قوم تیار کرلیں گے۔

اس واسطے یقیناً اس میں خواتین کا بڑا اہم کردار ہے اور اس کردار کی اسی نہج پر تعمیر کی ضرورت ہے جو ربّ ذوالجلال کو پسند ہے اور جس کی تعلیمات رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے لئے عام فرمائی ہیں۔

موجودہ حالات میں عورت کی تعلیم پر زور تو ہر طرف سے دیا جا رہا ہے مگر یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے کہ وہ کون سی تعلیم ہے کہ جس سے عورت کا عورت ہونا محفوظ رہتا ہے اور وہ کون سی تعلیم ہے کہ جس سے عورت اپنے نام سے ہی محروم ہو جاتی ہے۔

علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کہا کرتے تھے ؎

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن — کہتے ہیں اس علم کو اربابِ نظر موت

یعنی جو علم پڑھنے سے عورت عورت ہی نہ رہے تو اس علم کو علم نہیں کہا جاتا بلکہ اس کو موت کہا جاتا ہے۔

عورت کیلئے علم وہ علم ہے کہ جس کو پڑھ لینے کے بعد اس کا کردار محفوظ ہوتا ہے اور ربّ ذوالجلال کی طرف سے جو اسکو نام دیا گیا ہے اس نام کے تقاضے پورے ہوتے ہیں۔

آج ہمارے لئے یہ سعادت افزاء لمحات ہیں کہ ہم قرآن مجید کی تعلیمات کی روشنی میں اور رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شائستہ اور شستہ افکار کی روشنی میں نسل نو کیلئے اس پیغام کو عام کر رہے ہیں کہ حقیقی کردار ایک خاتون کا کیا ہونا چاہئے اور اس کو ربّ ذوالجلال نے کتنی زیادہ عظمتیں عطا فرمائی ہیں۔

ازواج مطہرات کی زندگی ایک آئیڈیل کردار

قرآنِ مجید کی سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۳۲ میں خالق کائنات جل جلالہ کا فرمان ہے:

يا نساء النبی لستن کاحد من النساء ان تقيتن فلا تخضعن بالقول

فيطمع الذی فی قلبہٖ مرض وقلن قولا معروفا (پ ۲۲، سورۃ الاحزاب:۳۲)

اے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج تم دیگر عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو اور بات میں تم نرمی پیدا نہ کرو وہ بندہ جس کے دل میں بیماری ہے، لالچ کر سکتا ہے یعنی بات کرتے وقت کہ جب کوئی آدمی چیز لینے کیلئے آتا ہے تو پردے سے تم نے ان کو چیز دینی ہے اور ایک اجنبی کیلئے گفتگو میں لہجہ سخت ہونا چاہئے اور تم کہو اچھی بات۔

اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینہ پاک پر قرآن کو نازل کیا ہے اور آپ کے کاشانہ کی عظمت کے پیش نظر جو آپ کے گھر میں آپ کی ازواج ہیں، ربّ ذوالجلال نے ان سے direct گفتگو کی ہے۔

یا نساء النبی ......وحی تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہ نازل ہوئی لیکن گفتگو آپ کی ازواج سے کی اور ان کو یہ احساس دلایا کہ تمہارا مقام و مرتبہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کی وجہ سے عام عورتوں جیسا نہیں ہے، تمہارا خاص مرتبہ ہے اور تمہارا خاص مقام ہے اور اس مقام کے پیش نظر تمہیں عظیم کردار کی ضرورت ہے۔ بولتے وقت آواز کے لہجے میں بھی وہ ادا ہونی چاہئے کہ جس سے پتا چلے کہ کاشانہ نبوت سے کسی بات کا جواب آرہا ہے۔ تاکہ قیامت تک کیلئے تمہاری بیٹیاں جو تمہیں اُمہات المؤمنین کہیں گی ان کو ایک سبق ملے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عقدِ نکاح میں جو ازواج آئی تھیں، جن کی تربیت ربّ ذوالجلال نے کی ہے، ان کا جو کردار ہے وہ ہمارے لئے آئیڈیل کردار ہے۔ ان کا جو چال چلن کا طریقہ ہے وہ ہمارے لئے واضح طور پر زندگی گزارنے کا طریقہ ہے۔

حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایمانِ کامل ایک آئیڈیل کردار

اللہ تعالیٰ نے سورۃ التحریم کی آیت نمبر ۱۱، ۱۲ میں ارشاد فرمایا:

وضرب الله مثلا للذين آمنوا امرت فرعون اذ قالت رب ابن لى عندك بيتا فى الجنة

و نجني من فرعون و عمله و نجني من القوم الظالمين (پ ۲۸، سورۃ التحریم: ۱۱، ۱۲)

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کیلئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کی ہے۔ جب انہوں نے کہا کہ اے اللہ میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور مجھے ظالم قوم سے نجات دے۔

فرعون کا گھر فرعون کی وجہ سے نحوستوں والا تھا مگر یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ وہاں جو گھر والی تھی اس کو رحمتوں کا محور بنایا تھا۔ حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تذکرہ اس آیت میں کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بطورِ مثال چُن کے جن دو خواتین کا ذکر کیا، وہ ایک حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، دوسری حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

دونوں کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے بڑے عجیب انداز میں کیا ہے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھ لیا تو فرعون نے آپ پر بڑا تشدد کیا۔ جلالین میں ہے کہ حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لٹا کر دونوں قدموں پر اور دونوں ہاتھوں پر میخ لگا دیئے جاتے تھے۔ اس کے بعد سینے کے اوپر پتھر رکھ دیئے جاتے تھے اور پھر ان کو دھوپ میں چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اس کے باوجود ان کا دِل حق کی گواہی دیتا تھا، وہ زبان سے اللہ کی توحید کا تذکرہ کرتی تھیں اور بار بار اس کا اِقرار کرتی تھیں۔

اب اتنے تشدد کے باوجود انہوں نے ربّ ذوالجلال کا ذکر نہیں چھوڑا، اللہ کی توحید کو نہیں چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کیلئے ان کے کردار کو ایک آئیڈیل بنا کے قرآن مجید میں پیش کیا کہ جس طرح انہوں نے قربانی دی ہے، وہ بہت بڑی قربانی ہے۔

اگر وہ دنیا کو دیکھتی تو ان کو پتا تھا کہ اگر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھوں گی تو فرعون مجھے نہیں چھوڑیگا بلکہ اُلٹا مجھ پر وہ تشدد کریگا اور ایسا ہوا بھی مگر انہوں نے کسی چیز کی پرواہ نہیں کی اور قیامت تک کیلئے انہوں نے حق پرست خواتین کو یہ سبق دیا ہے کہ تم کبھی بھی دنیا کی چمک، دنیا کی آرائش اور دنیا کے کسی فائدے کیلئے حق کی طرف پیٹھ نہ کرنا بلکہ دنیا عارضی ہے اور اس کا مختصر سا وقت ہے، اگر تم مختصر وقت جدوجہد میں، کوشش میں، ابتلاء اور آزمائش میں صبر سے گزارلوگی تو اللہ تعالیٰ تمہیں دائمی سہولتیں عطا فرمائے گا۔

حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یوں دھوپ میں جب رکھا جاتا تھا۔

فکانت اذا تفرق عنھا من وکل بھا

جب پہرہ دار پیچھے ہٹتے تھے فرعون نے ملازم رکھے ہوئے تھے جن کی ڈیوٹی تھی کہ تم نے پہرہ دینا ہے کہ کہیں کوئی میخ اُکھڑ نہ جائے اور کہیں اس کے سینے سے پتھر ہٹ نہ جائے یا کہیں اس کو کوئی سایہ فراہم نہ کرے، لیکن جونہی وہ لوگ پیچھے ہٹتے تھے تو یہ ربِّ ذوالجلال کی طرف سے اعزاز تھا: اظلتھا الملائکۃ فرشتے آکے اس پر سایہ کرتے تھے۔ (جلالین،ص ۴۶۶)

اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ شان دی تھی اور ان کے کردار کو قرآن مجید میں قیامت تک مضبوط اعصاب والی عورتوں کیلئے بیان کر دیا کہ عورت اگرچہ نازک ہے مگر جب اس میں حق جلوہ گر ہوتا ہے تو پھر فولاد سے بھی مضبوط ہو جاتی ہے، پھر اس کو کوئی چیز شکست نہیں دے سکتی اور کوئی تشدد اس کو راہِ حق سے پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔

یہ جراُت مند خاتون ہے جو شیطان کی راہوں سے نکل کے آزاد ہو کے رحمان کے جلوے اور عشق میں یوں آباد ہو جاتی ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کو اللہ کی محبت سے پیچھے نہیں ہٹا سکتی۔

حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکدامنی ایک آئیڈیل کردار

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا

وصدقت بکلمات ربھا وکتبہٖ وکانت من القانتین

اور مریم بنت عمران جنہوں نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہم نے ان میں اپنی روح پھونکی اور انہوں نے اپنے ربّ کے کلمات اور اس کی کتب کی تصدیق کی اور وہ خاتون اللہ کے مطیع بندوں میں سے شمار ہوئی۔

حالانکہ وہ مونث ہے تو قانتات کا بظاہر لفظ استعمال ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ قانتین تو مردوں کیلئے آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، قانتین میں سے تھیں۔ حالانکہ ایک عورت کا شمار عورتوں میں ہوتا ہے۔ اگر مُسلمہ ہے تو کہا جائے کہ یہ مسلمات میں سے ہے۔ مومنہ ہے تو یہ مومنات میں سے ہے۔ صالحہ ہے تو صالحات میں سے ہے تو جب وہ قانتہ تھیں تو بظاہر چاہئے تھا کہ کہا جاتا: وکانت من القانتات وہ قانتات میں سے تھیں۔ یعنی اللہ کی جو مطیع عورتیں ہیں، ان میں سے تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وکانت من القانتین وہ قانتین میں سے تھی۔

یعنی وہ کمالات جو کہ مرد بندگی کر کے حاصل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کو وہ کردار عطا فرمادیا ہے کہ ہے تو یہ عورت لیکن بندگی کے لحاظ سے مردوں میں شمار ہوتی ہے۔ یعنی انہوں نے بندگی میں اتنی کمائی کرلی ہے اور اس انداز میں ربّ ذوالجلال کو راضی کیا ہے کہ وہ اونچے اونچے مرتبے جو مردوں کو بڑی جدوجہد اور مجاہدہ کے بعد حاصل ہوتے ہیں، یہ خاتون ہو کے اس بلند مرتبے پر فائز ہو چکی ہے۔

قرآن مجید سے اس موضوع کے مختصر سے پس منظر کے بعد اب تعلیمات نبوی کے لحاظ سے جو عورت کیلئے آئیڈیل کردار ہے وہ سننے کے قابل ہے۔ بالخصوص اس لئے بھی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے عورت کی عظمت کو اُجاگر کیا اور پھر ساتھ اس کی ڈیوٹی اور اس کے جو کام ہیں ان کی بھی وضاحت فرمائی ہے۔

بیٹی رحمتِ خداوندی کا پیکر

وہ معاشرہ جہاں بچیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا اور جہاں عورتوں کو ایک بالکل الگ تھلگ مخلوق شمار کیا جاتا تھا، اس ماحول کے اندر میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ جملہ کتنا عظیم جملہ تھا۔

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان کشف الغمہ میں موجود ہے:۔

وكان صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول لا تكرهوا البنات

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنی بچیوں سے کبھی نفرت نہ کیا کرو۔

اگر گھر میں بچی پیدا ہو جائے تو اس سے نفرت نہ کرو، اس سے بیزاری کا اظہار نہ کرو۔ کیوں؟ فرمایا:

فانهن المؤنسات الغاليات یہ بچیاں اپنے باپ سے بڑا اُنس کرتی ہیں۔ (کشف الغمہ، ج ۲،۱:۲۸۰)

فالیات کا معنی ہے کہ یہ اپنے باپ کی جوئیں نکالتی ہیں، حالانکہ باپ کو جوئیں پڑی ہوئی نہیں مگر ایک خاص تعلق جو بیٹی کا باپ کے ساتھ ہے، باپ لیٹا ہوا ہے، بیٹی چھوٹی عمر میں دوڑتی ہوئی آئی اور اس نے باپ کے بالوں میں کھجلی کرنا شروع کر دی، جیسے جوئیں تلاش کر رہی ہے، اس وقت جو ایک باپ کیلئے رحمت کا سماں ہوتا ہے اور جو بچی اپنی طرف سے باپ کو انس فراہم کر رہی ہے، یہ انس ایک مخصوص انس ہے جو اسے کہیں سے بھی میسر نہیں آ سکتا۔

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان کو رحمت کی علامتیں بنایا ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایسا انس دیا ہے، اتنا مقدس انس اور مقدس محبت کہ جس کی تجھے مثال نہیں ملے گی۔ تم اپنی بچیوں سے نفرت نہ کیا کرو بلکہ بچیوں سے پیار کرو، اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں تمہارے لئے انس کے کتنے سمندر پیدا فرما دیئے ہیں۔

اُمور خانہ داری میں قریش کی عورتوں کا آئیڈیل کردار

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ احساس دینے کے بعد جو عورت کا سب سے بڑا کام ہے اس کی وضاحت کی کہ عورت کے کام اُمور خانہ کے ہیں، یہاں تک کہ بخاری شریف کی جلد نمبر ۲ صفحہ ۷۶۰ پر ہے کہ قریش کی عورتیں جو کلمہ پڑھ چکی تھیں جب وہ مکہ شریف سے مدینہ شریف پہنچیں تو ان کے معمولات بار بار نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بیان کئے گئے۔ ایک دن رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سب سے اچھی قریش کی عورتیں ہیں، اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: احناہ علیٰ ولد فی صغرہٖ جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے تو اس سے بہت پیار کرتی ہیں۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کا بچہ جب چھوٹا ہوتا ہے تو جتنا یہ بچے سے پیار کرتی ہیں اتنا دوسری مائیں پیار نہیں کرتیں۔ قریش کی عورتیں اس لئے افضل ہیں کہ اپنے بچے کے ساتھ حالت صغر اور بچپن میں جس طرح کا یہ پیار کرتی ہیں اور جتنی یہ شفقت اپنے بچوں کو دیتی ہیں، اتنی شفقت دوسرے علاقوں، دوسری قوموں اور دوسرے قبائل کی مائیں اپنے بچوں کو نہیں دیتیں۔ پھر یہاں تک فرمایا: وارعـــاہ عـــلیٰ زوج فی ذات یدہٖ (بخاری شریف:۷۶۰/۲) جتنا یہ اپنے شوہر کے مال کا خیال رکھتی ہیں اتنا دوسری عورتیں اپنے شوہر کا خیال نہیں رکھتیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی افضلیت کی دو وجہ بیان کردیں: ایک ہے اولاد کا خیال اور ایک ہے شوہر کے مال کا خیال۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش کی عورتوں کا یہ مقام ہے اور یہ ان کی فضیلت ہے۔

اگرچہ دیگر عورتیں بھی اپنے بچوں سے پیار کرتی ہیں اور اپنے خاوند کی خدمت کرتی ہیں لیکن اس سلسلہ میں جو پہلا نمبر ہے وہ قریش کی خواتین کا ہے، وہ اپنے زوج کے مال کی حفاظت کرتی ہیں، زوج کی عزت کی بھی حفاظت کرتی ہیں اور اس کی نسل کی طہارت کی بھی حفاظت کرتی ہیں۔ اس بنیاد پر سیّدِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواتین کو جو کردار دیا ہے ان میں سے پہلا کردار وہ ہے کہ جس کا تعلق گھرانے کے ساتھ ہے، فیملی کے ساتھ ہے، شوہر کے گھر کے ساتھ ہے، شوہر کی اولاد کے ساتھ ہے اور شوہر کے رشتہ داروں کے آداب کے لحاظ سے ہے۔ اس کو میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف خانہ داری نہیں کہا بلکہ اس کو دینداری بنادیا ہے کہ جس وقت شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں ایک خاتون یہ کام کرے گی تو کوئی نہ کہے کہ یہ محض گھریلو خاتون ہے۔

اصل میں یہی خاتون ہے جو نسلِ نو کی حفاظت کررہی ہے، ان کے نیکیوں کے گلشن پر پہرہ دے رہی ہے۔

دوسری حدیث شریف

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ لیس من امراۃ اطاعت و ادت حق زوجھا

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر عورت جو اپنے زوج کی اطاعت کرتی ہے، اس کا کہنا مانتی ہے اور اس کا حق پورا کرتی ہے۔

و تذکر حسناتہٖ اور اپنے خاوند کی صفتیں بیان کرتی ہے، اس کی خوبیاں بیان کرتی ہے یعنی اپنی سہیلیوں کے سامنے یا کہیں ایسا موقع ہوا اس کو بیان کرتی ہے۔

ولا تخونہ فی نفسہٖ و مالہٖ اس کے مال میں وہ خیانت نہیں کرتی اور اس کی ذات میں بھی خیانت نہیں کرتی۔

ذات میں خیانت کا تعلق کردار کے ساتھ ہے یعنی یہ اپنا کردار ستھرا رکھتی ہے اور اس کے مال کی بھی حفاظت کرتی ہے تو اس عورت کو کیا ملے گا۔

یاد رکھنا یہ وہ فیصلے ہیں جو عرش کے فیصلے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان نے بیان کئے ہیں، کل جنت میں پہنچتے پھر جا کے پتا چلتا تو عورتیں ہاتھ ملتی رہتی کہ کاش ہمیں دنیا میں پتا چل جاتا تو ہم اس کی مستحق بن جاتیں۔ گھر کے کام میں ہمارے لئے اتنا بڑا فائدہ تھا اور اپنے شوہر کی خدمت میں اتنی فضیلت تھی۔ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے ہیں، جس نے اپنے شوہر کو حق دیا ہے، اس کی اطاعت کی ہے اور یہ باتیں اس میں موجود رہی ہیں۔ اس نے اپنے شوہر سے خیانت نہیں کی...... تو کیا ہوگا؟

کان بینھا و بین الشھدآء درجۃ واحدۃ فی الجنۃ (جامع الاحادیث: ۲۱۹/۳)

جنت میں اس کے اور شہداء کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق رہ جائے گا۔

آپ دیکھیں کہ شہید کا مقام کتنا اونچا ہے، اس نے اسلام کیلئے اپنی جان دی ہے اور اس کو دائمی زندگی مل گئی ہے۔ شہید کا جنت میں بڑا اونچا محل ہے اور جنت میں بہت اونچی شان ہے۔ یہ عورت جو اپنے گھر بیٹھی اپنے گھر پہ پہرہ دے رہی ہے۔ خاوند کی عزت اور اپنی عزت پر پہرہ دے رہی ہے۔ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کررہی ہے۔ اس کو سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آئیڈیل کردار ہی نہیں دیا بلکہ اس کے کردار کی عظمت کو بھی ظاہر کردیا ہے۔ فرمایا، اگر وہ خدمت کرے گی، وہ محروم نہیں ہے، اس کو اتنا کچھ ملے گا کہ جنت میں اس کے اور شہیدوں کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق رہ جائے گا۔

اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں تک ارشاد فرمایا:

انا وامراۃ سفعاء الخدین کھاتین فی یوم القیامۃ (مشکوۃ:ح ۴۹۷۸)

میں اور وہ قیامت کے دن دو انگلیوں کے ملنے کی طرح ہوں گے۔

سفعاء الخدین کا مطلب یہ ہے کہ اس کے رُخساروں کا رنگ اُڑ گیا ہے۔ اپنے بچوں کی خدمت کر کر کے وہ زرد مائل ہوئی ہے وہ بہت زیادہ کام کرتی ہے۔

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، میں اور وہ عورت جو اپنے بچوں کی دیکھ بال میں میلی کچیلی رہتی ہے، اس کو اپنے کپڑے دھونے کا وقت بھی نہیں ملتا اور اس کو اپنی زیب و زینت کا وقت ہی نہیں ملتا، اس کی اولاد کافی ہے، ان کا کھانا پکاتی ہے، کپڑے دھوتی رہتی ہے۔

اب دیکھو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کردار دے رہے ہیں اور کردار پر جو حوصلہ افزائی فرما رہے ہیں، دنیا کے کسی چارٹر میں ایک خاتون کو یہ عظمت نہیں دی گئی ہے، یہ اسلام کا دامن ہے کہ جس نے ایک خاتون کو عظمتوں کے کئی آسمان عطا فرمائے ہیں۔

عظیم خواتین کا کردار

اب بطورِ مثال چند عظیم خواتین کا جو کردار ہے، اسکو ہم سامنے رکھتے ہیں۔ اس میں ہماری ماؤں اور بہنوں کیلئے کتنا سبق موجود ہے۔

حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آئیڈیل کردار

سب سے پہلے اس عظیم خاتون کا کردار جو ایک جہت میں ساری عظمتوں کی مستحق ہیں۔ سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کائنات کو جتنا بڑا تحفہ دیا ہے، اتنا بڑا تحفہ اور کوئی ماں کائنات کو نہیں دے سکی۔

حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کردار 'البدایہ والنہایہ' میں یوں بیان کیا گیا ہے: وهي يومئذ سيّدة نساء قومها

جس وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شادی کا معاملہ طے ہو رہا تھا، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس سے پہلے بھی اپنے کردار کے لحاظ سے پوری قوم کی سیّدہ شمار ہوتی تھیں۔ یعنی خلق اتنا اچھا تھا اور کردار اتنا صاف تھا، صفات اتنی عمدہ تھیں اور حیا اتنی تھی کہ انہیں پیکر صدق وصفا اور حکیمۃ القوم کہا جاتا تھا یہ پوری قوم کی حکیمہ ہیں یعنی پوری قوم کی حکمت ان کے پاس ہے اور پوری قوم کی دانائی ان کے پاس ہے پھر جس وقت انہوں نے وہ لمحہ دیکھا جب ابواء کی پہاڑی کی چوٹیاں تھیں سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آخری لمحات تھے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ننھی سی عمر میں اپنی والدہ کے ساتھ تھے اور مدینہ شریف سے واپسی ہو رہی تھی۔ ابواء کی چوٹیوں پر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کا وقت قریب آ گیا اس وقت حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو جملہ بولا تھا وہ قیامت تک کی ماؤں کیلئے ایک سونے کی شیلڈ کی حیثیت رکھتا ہے:

سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں، میں آج دُنیا سے جا رہی ہوں......

كل حي ميت وكل جديد بال وكل كبير يفنٰى وانا ميتة

وذكريٰ باق وقد تركت خيرا وولدت طهرا (البدایہ والنہایہ: ۲/۲۷۹)

آپ فرمانے لگیں، ہر زندہ نے فوت ہونا ہے اور ہر نئی چیز کو پرانا ہونا ہے۔ مفکرۂ کائنات اور حکیمۂ اُمت کی گفتگو سنئے۔ فرمایا: ہر زندہ مر جائے گا اور ہر نئی چیز پرانی ہو جائے گی اور ہر بڑی عمر والا فنا ہو جائے گا یہ کوئی نئی بات نہیں کہ میں دنیا سے جا رہی ہوں، یہ بات کائنات کے دولہا کے ساتھ، اپنے بیٹے کے ساتھ کر رہی ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی والدہ کے سرہانے بیٹھے ہیں۔

ابواء میں جن لوگوں نے قبر مبارک کی زیارت کی ہے، وہ اس بلند چوٹی کا تصوّر کریں، جہاں سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیٹھی یہ نصیحت کر رہی تھیں کہ میں جا رہی ہوں مگر میرے بیٹے حوصلہ رکھنا۔

انا میتة ...... میں ابھی فوت ہو جاؤں گی۔

و ذکریٰ باق ...... لیکن قیامت تک میرے تذکرے ہوتے رہیں گے، قیامت تک مجھے یاد رکھا جائے گا۔ کیوں؟

قد ترک خیرا ...... میں ویسے نہیں جا رہی، میں دنیا کو خیر دے کے جا رہی ہوں، میں نے خیر چھوڑا ہے۔

اور میں نے طہارت کو جنم دیا ہے، میں نے دنیا کو طہارت دی ہے، میں دنیا کو نفاست دے کے جا رہی ہوں۔

اب حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے قیامت تک کی ماؤں کیلئے یہ پیغام دیا کہ اگر تم دنیا سے اس حال میں جاؤ کہ تم نے سوسائٹی کو کوئی نیک بیٹا دیا ہے یا کوئی نیک بیٹی عطا کی ہے تو پھر حوصلہ رکھو کہ تم مر کے بھی مر نہیں سکو گی، تمہارا نام باقی رہے گا، تمہارا نام باقی رہے گا، تمہارا کردار باقی رہے گا۔

اور اگر تم جا رہی ہو، جنم تم نے کئی دیئے ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو معاشرے کیلئے ابر کرم ہو یا رحمت ہو یا تھوڑی سی روشنی ہو، وہ سارے بیٹے اور بیٹیاں تمہارے نام کو بقا نہیں دے سکیں گے اور اگر تم چاہتی ہو کہ تمہارا نام باقی رہے تو پھر اپنی اولاد کی یوں تربیت کرو کہ تم چلی بھی جاؤ مگر تمہاری قبر پھر بھی کائنات کو خوشبو بخشتی رہے۔

تاریخ الخمیس میں حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ پوری تقریر موجود ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آئیڈیل کردار

حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ وہ عظیم خاتون ہیں کہ جس وقت اسلام کیلئے میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قدم اُٹھایا تو جو دوسرا قدم ساتھ اُٹھا وہ حضرت سیّدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قدم تھا اور یہ خواتین اسلام کیلئے ایک عظمت ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حراء سے اُتر کر نیچے آئے اور آپ نے دعوتِ حق کا اظہار کیا سب سے پہلے اس دعوت پر جس نے لبیک کہا تھا وہ ایک خاتون تھیں اور سب سے پہلے اس دعوت کا جھنڈا لے کے جو نکلی وہ ایک خاتون تھیں۔

سب سے پہلے شریعت کی تنفیذ کیلئے اور جس کے اجراء کیلئے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جس نے کوششیں کی ہیں وہ ایک خاتون تھیں۔ ان کے فوراً بعد دوسرے مرحلے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنے والے ہیں اور آگے دین کو پھیلانے والے ہیں۔

جس وقت محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر آئے تو سب سے پہلے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بات سنی ہے اور ساتھ حوصلہ بھی فراہم کیا ہے۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہلی وحی کے بعد تڑپ یہ تھی کہ ذمہ داری بہت بڑی آگئی ہے۔ اب اس کو نبھانا بھی ہے، اس کیلئے بہت زیادہ کوششیں ہیں۔ سب کچھ سامنے تھا۔ مکہ شریف سے نکلنا اور بدر میں تلواریں چلانا حنین کے معرکے، یہ ساری ذمہ داریاں پیش نظر تھیں۔

جس وقت آ کے اپنی اہلیہ محترمہ سے یہ اظہار کیا کہ میرے ساتھ یہ معاملہ ہے اور میں یہ دیکھ رہا ہوں تو حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں: کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابدا ہرگز نہیں، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ تجھے کبھی پریشان نہیں کریگا۔

کیوں؟ ...... انک لتصل الرحم وتحمل الکل

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور لوگوں کا بوجھ اُٹھاتے ہو۔

یہ پہلے دن جو شان بیان ہو رہی ہے کہ تم لوگوں کے مشکل کشا ہو، حاجت روا ہو اور جن کے بوجھ کوئی نہیں اٹھاتا، ان کے بوجھ تم اٹھاتے ہو۔

وتکسب المعدوم و تقری الضیف

جن کو کوئی کما کے نہیں دیتا، تم ان کو کما کے دیتے ہو اور تم مہمان نوازی کرتے ہو۔

وتعین علیٰ نوائب الحق

اور جب بندوں پر مصیبتیں آ جائیں تو مددگار تم ہوتے ہو۔ (بخاری شریف:۱/۳)

یہ ساری صفتیں جب ربّ نے تمہیں دی ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو غمگین نہیں کرے گا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ انداز تھا اور یہ تجزیہ تھا کہ جس ربّ نے اتنی بڑی شانیں تمہیں دی ہیں، اس ربّ نے جو ڈیوٹی دی ہے تو تمہارا خلق بتاتا ہے کہ تمہیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی، تم سارے امتحانات میں پاس ہو جاؤ گے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جو یہ انداز ہے اس میں ایک طرف تو خواتین کیلئے یہ سبق ہے کہ جس وقت کوئی اہم معاملہ شوہر کے ساتھ پیش آجائے تو یہ نہیں کہ وہ آگے حق کی خلاف ورزی میں نکل آئیں۔ وہ ایک نیکی کا فیصلہ کر کے آگیا ہے اور یہ آتے ہی اس کو روکنے میں مصروف ہو جائیں، اس کو برا بھلا کہنا شروع کر دیں یا یہ کہے کہ یہ کام ہو نہیں سکے گا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو تقریر کی ہے، اگرچہ وہ کام ایک مستقل نوعیت کا تھا، اس کام کا تصور اور کہیں ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ نبوت آسکتی ہے اور نہ کوئی ایسا اعلان کر سکتا ہے لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواتین کو یہ سبق دیا ہے کہ جس وقت تمہارا شوہر نامدار کوئی منصوبہ بنا کے آجائے اور کام وہ اچھا ہو تو تمہارا یہ کام ہے کہ اس کی سیرت میں جو حوصلہ افزائی والی باتیں ہیں وہ سامنے رکھو اور حوصلہ افزائی کرو اور تم اس کام کی تکمیل کیلئے اس کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کردار نے ایک طرف تو قیامت تک کیلئے دین حق کی جڑوں کو سیراب کرنے والا پانی عطا فرمایا ہے اور دوسری طرف آپ نے خواتین اسلام کو ایک چمکتا کردار عطا فرمایا ہے۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آئیڈیل کردار

حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کردار کو جس وقت ہم دیکھتے ہیں تو ان کا کردار بڑا عظیم کردار ہے۔ میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں:

لو جمع علم نساء هذه الامة فيهن ازواج النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم کان علم عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها اکثر من علمهن (طبرانی معجم الکبیر: ۲۳/۱۸۴)

اس پوری اُمت کی عالمات کو، فاضلات کو، محدثات اور مفسرات کو، مفکرات، مجتہدات اور فقیہات کو ایک طرف رکھ دیا جائے ان میں ازواجِ مطہرات بھی ہوں تو رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ساری اُمت کی پڑھی لکھی خواتین ایک طرف ہوں اور دوسری طرف اکیلی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علم ہو تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علم سب سے بھاری ہوگا۔ اتنا زیادہ اللہ نے ان کو علم دیا اور ان کو اس انداز کی فقاہت دی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان سے کہا تھا:

خذوا شطر دينكم عن الحميراء (الاسرار المرفوعہ:۳۸۹)

اے میرے صحابہ! حمیراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آدھا دین سیکھ لینا۔

اس حدیث شریف میں آپکو حمیراء کہا گیا ہے۔ روایت حدیث کے لحاظ سے آپکو دیکھیں اگرچہ سارے صحابہ کا کتنا بڑا علمی مقام ہے لیکن ایک صحابی کے سوا باقی سارے صحابہ کرام میں سے جس نے زیادہ حدیثیں روایت کی ہیں، سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ کر باقی تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے جن کا حدیث روایت کرنے میں پہلا نمبر ہے، وہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۵۳۷۴ (پانچ ہزار تین سو چوہتر) حدیثیں روایت کی ہیں اور ان کے بعد دوسرا نمبر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے، جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ۲۲۱۰ (دو ہزار دو سو دس) حدیثیں روایت کی ہیں اور ان کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درجات اور مقامات ہیں۔

روایت حدیث کے لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو خواتین کا کتنا بڑا حصہ ہے کہ نصف دین ان کی روایت سے ہے اور بالخصوص حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اتنا کثیرۃ الروایۃ ہونا، اس بات کا سبق تھا کہ اے خواتین اسلام! تمہارے لئے شروع سے باقاعدہ اشاعت دین میں حصہ ہے اور اسلام نے باقاعدہ تمہارے لئے ایک علم کا کونہ مختص کیا ہے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی ماں کہنے والی بیٹیو! جیسے ان کا علم تھا تم بھی وہ علم حاصل کرو، تم بھی وہ شعور حاصل کرو اور تم بھی وہ دین حاصل کرو، دین کی فقاہت حاصل کرو۔ تمہیں تفسیر، حدیث اور فقہ کے لحاظ سے ایک مقام ملنا چاہئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قیامت کیلئے اس قوم کی بیٹی کیلئے اور مسلم خاتون کیلئے یہ کردار واضح کر رکھا ہے کہ تم ایسی نہیں ہو کہ تمہارے لئے علم کے دروازے بند ہوں اور یہ ایک اجنبی چیز ہو بلکہ علم تمہارا ورثہ ہے۔ تمہیں ازواج مطہرات سے ورثہ ملا ہے اور اس کو معین کیا گیا ہے۔

لہٰذا ایک دخترِ اسلام آج بھی اس علم کی طرف جس وقت متوجہ ہوتی ہے تو ان عظیم ماؤں کی برکت سے اللہ اس کو بھی زیورِ تعلیم عطا فرما دیتا ہے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرائض کے علم کا حصول

حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:

انه كان يحلف بالله لقد رايت الاكابر من اصحاب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم

يسالون عائشة رضي الله تعالىٰ منها عن الفرائض

وہ قسم اُٹھا کے کہتے تھے کہ مجھے خدا کی قسم ہے یعنی میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ کو دیکھا ہے

وہ فرائض کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فتویٰ لیتے تھے۔

وہ صحابہ کرام کہ جن کی شان یہ ہے کہ

اصحابي كالنجوم فبايهم اقتديتم اهتديتم

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی تم اقتداء کروگے، ہدایت پاجاؤ گے۔

(مشکوٰۃ شریف:۵۵۴)

صحابہ کرام جو خود ہدایت کے ستارے ہیں مگران کو بھی جو ہدایت عطا کرے، اس کا کتنا بڑا مقام ہے۔اس واسطے اسلام میں عورتوں کا جو کردار ہے، وہ بہت عظیم ہے، جس نے قیامت تک کیلئے ایک راہ دی ہے کہ گھر کے کام کاج کے ساتھ ساتھ دین کا علم حاصل کرنا چاہیۓ اور یہ پیچھے جو ورثہ آرہا ہے، یہ آسانی کی دلیل ہے۔

یہ دین ایسا نہیں ہے کہ اس کو مرد پڑھے تو آجائے اور عورت پڑھے تو اس کو نہ آئے، نہیں نہیں! پیچھے دین کا منبع جو ہے، وہاں سے نصف دین آرہا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے آرہا ہے تو پتا چلا کہ عورت کیلئے اس میں مناسبت بھی موجود ہے اور آسانیوں کا پہلو بھی موجود ہے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کردار سخاوت کے لحاظ سے

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سخاوت کا کردار ہماری بیٹیوں کو سامنے رکھنا چاہئے۔ آپ کے پاس حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لاکھ دِرہم بھیجے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فوراً ایک تھال منگوایا اور ان دِرہموں کو اس میں ڈال کر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ شام تک مکمل سارے کا سارا تقسیم کر دیا۔ آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا۔

فلما امست قالت یا جاریۃ هلمی فطری

جس وقت مغرب کا وقت ہوا تو آپ نے ایک بچی سے کہا کہ اِفطاری کا سامان لاؤ۔

فجاءت بخبز وزیت

وہ بچی روٹی اور زیتون لے کر آئی۔

اس کے علاوہ گھر میں کچھ نہیں تھا۔

فقالت لها ام ذرۃ اما استطعت مما قسمت الیوم ان تشتری لنا بدرهم لحما نفطر علیه

تو پاس بیٹھی ہوئی اُم ذرہ نے کہا کہ اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! ایک لاکھ دِرہم تم نے لوگوں میں تقسیم کر دیا ہے، اس میں سے افطاری کیلئے گوشت ہی منگوا لیتی، کھانا بھی بنا لیتی۔

فقالت لها لا تعنفینی لو کنت ذکرتنی لفعلت

آپ نے ام ذرہ سے کہا مجھ سے سختی نہ برتو اگر تم اس وقت مجھے یاد دِلاتی تو میں ایسا کرتی۔ (صفۃ الصفوۃ: ۲/۲۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انکار کے انداز میں کہا کہ تم نے مجھے اس وقت مشورہ دینا تھا، اب مجھے مشورہ دے رہی ہو۔

یعنی اس سخات میں بھی اتنا ان کا مقام ہے اور اس قدر رِیاضت و مجاہدہ ہے، ربّ نے اتنا دیا ہے اور اس کو پھر ربّ کے راستے میں یوں دے دیا ہے کہ کچھ بھی پاس نہیں رکھا سب تقسیم کر دیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہ کھلے ہاتھ ان کے علم کے ساتھ ساتھ ان کے اس وصف کو بھی اُجاگر کر رہے ہیں اور خواتین اسلام کے جو آئیڈیل کردار ہے اس کے لحاظ سے سخاوت والے پہلو کو اجاگر کر رہے ہیں۔

عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آئیڈیل کردار

اب چند شعبے ہیں ان کے لحاظ سے خواتین کا ایک مستقل کوٹہ ہے اور وہ بھی آج بڑا ضروری ہے۔ خواتین اسلام کیلئے جو عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کردار آئیڈیل ہے، وہ کیسا ہونا چاہیئے۔ یہ ایسی بات ہے کہ انسان اس کو لے کر ساری زندگی سوچتا رہے تو کبھی بھی اس کی مٹھاس ختم نہ ہو۔

حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کا عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لحاظ سے آئیڈیل کردار

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ازواجِ مطہرات کا جو تعلق ہے اور اس میں جو سبق ہے، وہ بہت عمدہ ہے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ محترم ہیں اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہیں۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی کلمہ نہیں پڑھا تھا کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے ہی سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عقدِ نکاح میں تھیں۔ جس وقت صلح حدیبیہ کی مدت پوری ہو رہی تھی تو ابوسفیان مدینہ شریف میں سیاسی دورہ پر گئے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدت بڑھوانا چاہتے تھے۔

چونکہ انہیں پتا چل گیا تھا کہ مسلمان پوری تیاری کر کے مکہ شریف پر حملہ کرنے کیلئے آ رہے ہیں اور فیصلہ کر چکے ہیں۔ اب ادھر کفار کی کمر ٹوٹ چکی تھی، وہ سمجھتے تھے جتنے دن صلح چلتی ہے چلے۔ وہ آئے تا کہ کچھ مدت بڑھائی جائے مگر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدت بڑھانے سے انکار کر دیا کہ جو پہلے معاہدہ تھا وہاں تک رہے گا، آگے نہیں چلے گا۔ ابوسفیان نے کہا میں آیا ہوں تو میری بیٹی یہاں ہے اس سے ملتا جاؤں۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں ابوسفیان آ گئے تو وہاں حجرہ مبارک میں سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بستر لگا ہوا تھا۔

فلما ذهب ليجلس علىٰ فراش النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم

جب وہ چلے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھیں۔

اب باپ اپنی بیٹی کے گھر میں جائے تو بستر لگا ہوا ہو اس کو کوئی جھجک نہیں کہ وہ بستر پہ بیٹھ جائے۔ ابوسفیان آگے بڑھے کہ بستر پہ بیٹھوں۔

طوته دونه حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بستر لپیٹ دیا۔

ابوسفیان حیران رہ گئے، کتنے سالوں کے بعد بیٹی کے ساتھ ملاقات ہوئی اور میں بیٹھنے لگا ہوں تو بیٹی نے بستر ہی اُٹھا دیا ہے۔

ابوسفیان کو دوہرا خیال آیا۔ اس نے کہا فیصلہ کروانا چاہئے کہ میری بیٹی نے میرے ساتھ کیا کیا ہے؟ کہنے لگے:

یابنیة ارغبت هذا الفراش عنی اے میری بیٹی! اس بستر کو تم نے میرے بیٹھنے کے قابل نہیں سمجھا، یا مجھے اس پر بیٹھنے کے قابل نہیں سمجھا۔ دونوں پہلو ہو سکتے ہیں۔ تم سمجھتی ہو کہ میرا باپ قریش کا سردار ہے اور یہ بستر اتنا اچھا نہیں کہ ابا جی کو اس پر بٹھاؤں، اسلئے تم نے سائیڈ پر کر دیا ہے یا اسلئے سائیڈ پہ کیا ہے کہ یہ بستر بڑا عالیشان ہے اور میں اس پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہوں۔

جس وقت ابوسفیان نے پوچھا تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جواب کتنا عجیب تھا:

قالت بل هو فراش رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم

کہنے لگیں یہ تو اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بستر ہے۔

یہ بات نہیں کہ یہ بستر تمہارے شایانِ شان نہیں بلکہ اس بستر کے تم مستحق نہیں ہو۔ تم اس پر نہیں بیٹھ سکتے، تمہارا یہ مقام نہیں ہے کہ تم اس بستر پہ بیٹھو۔ مطلب یہ تھا اس پہ وہ بیٹھتے ہیں جو اللہ کے عرش پہ بھی جا کے بیٹھتے ہیں۔

بل هو فراش رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم یہ اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بستر ہے۔

وانت امرء نجس اور تم پلید بندے ہو۔ (صفۃ الصفوۃ: ۲۰/۳۶ ـ ازواج النبی، ص ۱۶۴)

اسلئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

انما المشركون نجس (سورۂ توبہ: ۲۸) بیشک مشرک پلید ہیں تم سراسر پلید ہو۔

کون بیٹی اپنے باپ کو یوں کہتی ہے۔ یہ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں بول رہا تھا۔

فرمایا، میرے باپ! تم باپ تو ہو مگر تم مشرک ہو، پلید ہو اور میں کسی مشرک کو اپنے پاک محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاک بستر پہ نہیں بیٹھنے دوں گی۔

قیامت تک کیلئے اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لوگوں کی آنکھیں کھول دیں، آج جو کہتے پھرتے ہیں کہ ان میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ان کیلئے باقاعدہ یہ سبق رکھا کہ باپ میرا ہے اور معاملہ صرف بستر پہ بیٹھنے کا ہے، آگے تو کوئی بات نہیں ہے مگر میرا ضمیر گوارا نہیں کرتا کہ جس بستر پر میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیٹھیں، اس بستر کو عام بستروں جیسا سمجھا جائے۔ نہیں بلکہ اس بستر کی بھی کوئی مثال نہیں ہے۔ اگر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ کو بیٹھنے بھی نہیں دیا اور منہ پر ان کو پلید کہا، کافر و مشرک کہا اور بستر کی عظمت کو بیان کیا تو انہوں نے قیامت تک کیلئے اپنی بیٹیوں کو یہ پیغام دے دیا کہ جس پیغمبر کے بستر کی مثال کوئی نہ ہو، اس پیغمبر کے سر کی مثال کیسے ہو سکتی ہے۔

یہ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیا ہے اور یہ خواتین اسلام کیلئے آئیڈیل کردار ہے۔ اگر آج بھی کوئی بیٹی سمجھتی ہے کہ اس کا باپ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتا ہے اور گستاخی کرتا ہے تو اس بنیاد پر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق کو نبھاتے ہوئے اس کو یہ اعلان کرنا چاہئے کہ وہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس بستر پہ بیٹھ جائیں، ربّ ذوالجلال تو اس بستر کو بھی بے مثال بنا دیتا ہے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ جملہ بھی اثر کر گیا اور بالآخر وہ وقت بھی آیا کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی کلمہ اسلام نصیب ہوا اور وہ بھی مومن ہو گئے۔ اس سے پتا چلا کہ ایمان کوئی کچی لسی کا نام نہیں ہے کہ کافر باپ آجائے یا کافر ماں آجائے، اس کے ساتھ ہو جائے، نہیں نہیں! اسلام نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کیا ہے۔

محمد ہیں متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارے
پدر مادر برادر جان و مال اولاد سے پیارے

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ثابت کیا ابا جی! اگر تم عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو تو پھر عزت والے ابا جی ہو اور اگر تم میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں مانتے تو میں تجھے مشرک کہوں گی، پلید کہوں گی اور کبھی بھی اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بستر پہ نہیں بیٹھنے دوں گی۔

عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں انصاری عورت کا کردار

عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزید آئیڈیل کردار دیکھئے۔

جب اُحد کی جنگ ہوئی تو مدینہ شریف میں ایک بڑی ناخوشگوار سی خبر آئی۔ وہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر تھی' یہ سنتے ہی ایک انصاری عورت گھر سے نکلتی ہے اس کو اس سلسلے میں بڑی تشویش ہے، سامنے سے ایک دستہ آ رہا ہے، اس سے پوچھتی ہے:

ما فعل رسول الله صلي الله تعالیٰ عليه وسلم محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟

افواہ کے لفظ نہیں بولتی، آپ کا حال پوچھتی ہے کہ حال کیا ہے، تو کہنے لگے:

قتل اخوک تمہارا تو بھائی شہید ہو گیا۔

اب یہ پوچھتی نہیں کہ بھائی کہاں شہید ہوا؟ لاشہ کہاں پڑا ہے اور کس انداز میں ہے؟ آگے جاتی ہے، پھر ایک وفد آتا ہے، ان سے پوچھتی ہے:

ما فعل رسول الله صلي الله تعالیٰ عليه وسلم اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟

وہ کہتے ہیں:

قتل ابوک تمہارا تو والد بھی شہید ہو گیا۔

اب یہ صنف نازک ہے، دو تیر غم کے چبھ گئے ہیں، مگر پھر بھی رُکی نہیں، آگے جاتی ہے، اب ان کے بارے میں نہیں پوچھتی بلکہ پھر بھی یہ ہی پوچھتی ہے:

ما فعل رسول الله صلي الله تعالیٰ عليه وسلم مجھے یہ بتاؤ میرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟

تو آگے سے خبر ملتی ہے:

قتل زوجک تمہارا تو خاوند بھی شہید ہو گیا۔

اب تین شہادتوں کی خبر مل گئی۔

اصيب زوجها و اخوها و ابوها باپ بھی، بھائی بھی اور زوج بھی سارے شہید ہو گئے۔

یہی عورت کے سہارے ہوتے ہیں، اسکے سارے سہارے ختم ہو گئے ہیں لیکن پھر بھی ابھی شکست نہیں کھائی، کہتی ہے مجھے یہ بتاؤ:

ما فعل رسول الله صلي الله تعالیٰ عليه وسلم میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟

صحابہ کرام نے کہا:

هو بحمد الله كما تحبين وہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں جیسے تم چاہتی ہو، ویسے ہی ہیں۔ اللہ کے فضل سے بالکل دُرست ہیں اور ٹھیک ہیں۔

کہنے لگی:

ارونيه حتى انظر اليه

مجھے ایک بار دِکھاؤ، تب مجھے چین آئے گا۔

اگرچہ یقین ہے کہ صحابہ کرام سچ بولتے ہیں مگر کہنے لگی مجھے دکھاؤ۔

جس وقت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چمکتا ہوا چہرہ دیکھا تو کہتی ہے: كل مصيبة بعدك جلل (عیون الاثر:۲/۳۳)

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرا سہارا میرا خاوند نہیں...... میرا سہارا میرا باپ نہیں...... میرا سہارا میرے بھائی نہیں۔ میرا دونوں جہاں میں سہارا تم ہو اور اگر تم صحیح ہو تو مجھے کون سا غم پریشان کرسکتا ہے۔

تمہارے دم سے ہے آباد میرا گلشن ہستی — جو تم ہو تو خزاؤں کا کوئی خطرہ نہیں مجھ کو

اس خاتون کا عشق دیکھو! اس انداز میں رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے وہ ساری شہادتوں کے غم ایک طرف اور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ٹھیک ٹھاک ہونے والی خوشی سارے غموں پہ غالب آ گئی ہے۔

اس طرح کا عجیب منظر حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیان کرتے ہیں:۔

مدینہ شریف میں رات کا وقت تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو گشت کر رہے ہیں۔

فرای مصباحا فی بیت آپ نے ایک گھر میں چراغ جلتے ہوئے دیکھا۔

آپ کو تجسس ہوا کہ رات کا آخری پہر ہے اور گھر میں چراغ کیوں جل رہا ہے۔ فرای عجوزا تنفش صوفا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بڑھیا کو دیکھا وہ بیٹھ کے اون کات رہی تھی مدینہ شریف کا پر کیف نگر ہے، ایک نہایت بوڑھی خاتون چرخہ کاتتے کاتتے نعت شریف پڑھ رہی ہے اور اس کا بڑا عجیب انداز ہے۔ کہتی ہے:

علیٰ محمد صلاۃ الابرار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نیک لوگوں کا درود ہو۔

صلی علیہ الطیبون الاخیار

یہ وہ محبوب ہیں کہ جن پر ہر پاک بندہ ہی درود پڑھتا ہے۔

ہر اچھا بندہ ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہ درود پڑھتا ہے۔ دوسرے شعر میں محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تصور میں سامنے رکھ کر کہنے لگی:

قد کنت قواما بکاء بالاسحار

میرے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہاری ساری رات قیام میں گزر جاتی تھی اور تم سحر کے وقت روتے تھے، اُمت کیلئے آنسو بہاتے تھے۔

یا لیت شعری والمنایا اطوار

مجھے پتا نہیں ہے موت کے اسباب کئی ہوتے ہیں کہ موت کب آتی ہے کس سبب سے آتی ہے، مجھے معلوم نہیں ہے۔

رو رو کے کہتی ہے:

هل یجمعنی وحبیبی الدار

کیا جنت مجھے اور میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اکٹھا کرے گی۔

کیا جنت کا انتظار کرنا پڑے گا۔ اتنی دیر تک میں تڑپتی رہوں گی، مجھے پتا نہیں چلا کہ میری اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کیسے ہوگی، کیا مروں گی تو مرنے کا پتا نہیں، وقت معین ہے، کب جا ملوں گی۔ رو رہی ہے، رات کا آخری پہر ہے اور وہ چرخہ کات رہی ہے۔

جس وقت وہ یہ شعر پڑھ رہی تھی تو فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گلی میں کھڑے ہوکے سنا تو آنکھوں میں آنسو آگئے اور روتے روتے دروازے پہ دستک دی آپ نے جب دروازہ کھٹکھٹایا۔

فقالت من هذا ؟

اس نے کہا دروازے پر کون ہے؟

فقال عمر بن الخطاب

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے، میں عمر بن خطاب ہوں۔

میں بھی اندر آنا چاہتا ہوں۔ کہنے لگی:

مالي ولعمر في هذه الساعة ؟

عمر کو میرے ساتھ اس وقت کیا کام ہے؟

میری نعت میں تو نے خلل ڈالا ہے۔ عمر دروازہ کیوں کھٹکھٹاتا ہے، یہ آخری وقت ہے، میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بات کر رہی ہوں۔

مالي ولعمر عمر کون ہوتا ہے میرا دروازہ کھٹکھٹانے والا؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں بھی اس نعت میں شریک ہونا چاہتا ہوں، دروازہ کھولو تو سہی۔

فقال افتحي يرحمك الله فلا باس

آپ نے کہا، دروازہ کھولو، اللہ تجھ پہ رحم کرے، کوئی حرج نہیں، میں امیر المؤمنین ہوں۔ تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے، میں دروازہ کھولنے کیلئے کہہ رہا ہوں، جس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے پر اس بڑھیا نے دروازہ کھولا تو آپ نے فرمایا:

ادي لكلمات التي قلتيها انفا

وہی کلمات پھر پڑھو جو تم ابھی پڑھ رہی تھی، اس نے پھر وہی پڑھنا شروع کر دیا۔

جس وقت وہ عورت پڑھتے پڑھتے هل يجمعني وحبيبي الدار پر پہنچی تو عمر کہنے لگے، اگلا مصرعہ میرے بارے بھی شامل کر دو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے:

وعمر فاغفرله يا غفار

اے غفار عمر کو معاف کردے، عمر کو بخش دے۔ (نسیم الریاض: ۴/۲۲۸)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ دیکھا کہ رحمتوں کے نزول کا وقت ہے، اس بوڑھیا صحابیہ پر عشق کا اس وقت عروج ہے۔ اس نعت میں ایک مصرعہ عمر کے بارے میں شامل ہوجائیگا تو عمر کی مغفرت ہوجائے گی۔ یہ ہیں اسلام کی مائیں اور اسلام کی خواتین اور اسلام میں عشق رسول کے لحاظ سے جو خواتین کو کردار دیا گیا ہے کہ راتیں گزر رہی ہیں، عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وظیفہ پڑھا جارہا ہے اور اس انداز میں وہ خالص عشق ہے کہ انہیں کائنات کی کسی چیز سے کوئی سروکار نہیں ہے اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق میں آنسو بہا رہی ہیں۔

حق گوئی کے لحاظ سے آئیڈیل کردار

محتشم سامعین حضرات! اگر یہی کردار حق گوئی کے لحاظ سے خواتین ڈھونڈنا چاہیں تو کہاں ملے گا۔ حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں یہ بات موجود ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں:

ما رایت احدا کان اصدق لهجة من فاطمة رضی اللہ تعالیٰ عنها الا ان یکون الذی ولدها

مجھے سب سے سچا لہجہ جن کا ملا ہے، میرے مطالعہ کے مطابق وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے۔

(حاکم فی معرفۃ الصحابۃ: ۳/۱۵۶ ۴۷۵۶۔ سیر اعلام النبلاء: ۲/۳۴۳)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صداقت کی گواہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دیتی ہیں کہ ان کے بعد جن کی یہ بیٹی ہیں، پہلے اُن کا ہے پھر ان کا ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ جو اصدق لہجہ ہے، اس میں اُمت کی بیٹیوں کیلئے سبق ہے کہ صرف ان سے محبت کافی نہیں ہے بلکہ ان کا کردار ہمیں دعوت دے رہا ہے کہ جس وقت اتنا شائستہ کردار اور اتنی صداقت ان میں ہے کہ کسی معمولی سی بات میں یہاں تک کہ بچوں کے ساتھ مذاح کرتے ہوئے بھی جھوٹ نہیں بولنا اور ہر وقت سچ بولنا ہے۔

جنہوں نے سب سے زیادہ خواتین اسلام میں یہ نام پیدا کیا ہے، ان کو حضرت فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہا جاتا ہے۔

پردہ کے لحاظ سے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کردار

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کی ایک لونڈی تھی، اس لونڈی کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ان کا اس بچے کے بارے میں جھگڑا تھا کہ یہ میرا بچہ ہے اس لئے انہوں نے حضرت سعد کو وصیت کی کہ یہ بچہ تم اس سے لے لینا جب فتح مکہ ہوئی تو اس بچے کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ عبد بن زمعہ کہتا تھا کہ یہ میرے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے لہٰذا یہ میرے ابا جی کا بیٹا ہے اور میرا بھائی ہے۔ حضرت سعد کہتے تھے کہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اور میرا بھتیجا ہے۔

جب یہ فیصلہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ نے قانون کے مطابق فیصلہ کیا کہ جس کی وہ لونڈی ہے بیٹا اس کا شمار ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بیٹا زمعہ کا شمار ہوگا اور عبد کا بھائی ہوگا لہٰذا یہ سعد بن ابی وقاص کو نہیں دیا جائے گا۔

اس کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ جو شریعت کا فیصلہ تھا وہ تو میں نے کر دیا اس کے مطابق یہ بچہ تیرا بھائی بنتا ہے لیکن اس کی شکل عتبہ کے ساتھ ملتی ہے، اس لئے آپ نے فرمایا:

احتجبی عنہ تم پر اس سے پردہ کرنا لازم ہے۔

اگرچہ تمہارا بھائی بنا اور فیصلہ تمہارے بھائی کی شکل میں اس کا ہوا کہ تم زمعہ کی بیٹی ہو اور یہ زمعہ کا بیٹا ہے مگر اس کا چہرہ میں نے عتبہ کیساتھ ملتا دیکھا ہے۔ اس واسطے تم پر اس سے پردہ کرنا لازم ہے۔ ماراھا حتی لقی اللہ عزّوجل (بخاری شریف ۱/۲۷۶) وفات تک حضرت سودہ نے اپنے بھائی کا منہ نہیں دیکھا۔ فرمایا، جس وقت رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ پر اس سے پردہ لازم کر دیا ہے تو میں پردہ کر کے دِکھاؤں گی۔

اس لحاظ سے جہاں جہاں جن رِشتوں کے لحاظ سے پردہ نہیں ہے اور جن کے لحاظ سے پردہ ہے ان بہترین شخصیات کے کردار کے اندر غیر محرم کیلئے ایک آئیڈیل کردار ہے کہ جنہوں نے خود ایسا عملاً ثبوت دیا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو حکم فرمادیا اس کے مطابق زندگی گزاری ہے اور جس کے کردار کو بھی دیکھو گے، وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہوں یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہوں، ان کا پردے کے لحاظ سے بھی بڑا اونچا مقام ہے۔

اس واسطے فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے ؎

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے اس رداءِ نزاہت پہ لاکھوں سلام

اس طرح پردے میں ان شخصیات اسلام نے زندگی گزاری ہے۔ ہماری بیٹیوں کو ان کا کردار اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ جوش جہاد کے لحاظ سے آج کی ماؤں اور بہنوں کو جو کردار سامنے رکھنا چاہئے، اس کا تذکرہ کتاب الاذکار میں موجود ہے۔

جویریہ بنت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے چچا سے روایت کرتی ہیں۔ کہتی ہے:۔

تین سگے بھائی تُستر کی جنگ میں شہید ہوگئے، یہ ایران کا مغربی علاقہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں وہ علاقہ فتح ہوا تھا، اس میں تین سگے بھائی شہید ہوگئے۔

جب تُستر کے ایک غازی سے مدینہ شریف واپسی پر ان شہداء کی والدہ نے ان کا حال پوچھا تو اس غازی نے کہا:

استشهدوا

وہ تو شہید ہوگئے۔

قالت مقبلين او مدبرين

کہا آگے بڑھ کر حملہ کرتے ہوئے شہید ہوئے یا پیٹھ دے کر بھاگتے ہوئے شہید ہوئے۔ پیش قدمی کرتے ہوئے شہید ہوئے ہیں یا کافروں سے ڈر کے بھاگ رہے تھے کہ پیچھے سے تیر لگ گئے اور شہید ہوگئے تو حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچا نے کہا کہ تینوں کو سینوں میں تیر لگے اور تینوں نے آگے بڑھتے بڑھتے جام شہادت نوش کیا ہے۔

ان تین شہزادوں کی ماں نے کیا نعرہ لگایا؟

قالت الحمد لله کہنے لگی، اللہ کی تعریف ہے اور اللہ کا شکر ہے۔

نالوا الفوز و حاطوا الذمار (الاذکار:۱۵۲)

میرے بیٹوں نے کامیابی پالی ہے اور میرے بیٹوں نے خاندان کی عظمت وعزت بچالی ہے۔

اسلام کے بیٹے جو ہیں، بھاگ کے پشت میں تیر نہیں کھاتے، یہ سینے میں تیر کھاتے ہیں۔ یہ ایک ماں کا کلیجہ ہے، جس نے تین جگر پارے اسلام کو دیے ہیں، وہ ایسی نہیں ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کی شہادت پہ روتی رہے اور اپنے بیٹوں کی شہادت کو مرثیہ بنادے نہیں نہیں! اس کا کردار ایسا ہے کہ تین سگے بیٹے اسلام کو دے دیئے ہیں اور پھر اللہ کا شکر بھی ادا کیا ہے کہ وہ تینوں آگے بڑھتے ہوئے راہِ حق کے مسافر بن گئے ہیں۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس حسین کردار کے لحاظ سے آگے پیغام پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ بالخصوص جو ہماری بہنیں پڑھ رہی ہیں، وہ بھی آگے پہنچائیں تو پھر وہ ایک منصب جو عورت کا ہوتا ہے، ادا ہوگا۔

حضرت رابعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبان کا اثر

حضرت رابعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حج کرنے گئیں تھی، واپسی پہ آرہی تھیں تو اونٹ مرگیا۔ اللہ کے ہاں ان کا مرتبہ بڑا تھا اور بہت زیادہ عبادت گزار تھیں، جب اونٹ مرگیا تو وہ کہنے لگیں:

اهكذا فعل الملوك عبيدهم ضعفآء

کیا بادشاہ اپنے کمزور غلاموں سے یوں ہی کرتے ہیں۔

لقد دعوتنی الی زیارة بیتک

تو نے خود ہی اپنے گھر کی زیارت کیلیے بلایا تھا۔ میں وہاں گئی اور واپس اپنے گھر نہیں پہنچی کہ تو نے میرا اونٹ ماردیا۔

ما تمت رابعة كلامها حتى عادت الحيوة

ابھی ان کے جملے پورے نہیں ہوئے تھے کہ اللہ نے اونٹ کو دوبارہ زندہ کردیا۔ (نساء من التاریخ: ۲۷۳)

جس وقت اسلام کی ایک بیٹی اپنے آپ کو اس کردار میں لے آتی ہے، جس کا تذکرہ ہم کررہے تھے تو اس کو بالآخر یہ مرتبہ ملتا ہے کہ اللہ کے نزدیک اس کا مقام بہت بلند ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

و آخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين